منگل 6- اکتوبر 1998ء

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

CPL 61

213029

منگل 6-اکتوبر 1998ء 14 جمادی الثانی 1419 ہجری- 6 اخاء 1377 ہش جلد 48-83 نمبر 221

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نیکی کی حقیقت

حضرت وابصہ بن معبد بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؐ نے فرمایا۔ کیا تم نیکی کے متعلق پوچھنے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ آپؐ نے فرمایا۔ اپنے دل سے پوچھ۔ نیکی وہ ہے جس پر تیرا دل اور تیرا جی مطمئن ہو۔ اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تیرے لئے اضطراب کا موجب بنے اگرچہ لوگ تجھے اس کے جواز کا فتویٰ دیں اور اسے درست کہیں۔ (مسند احمد جلد 4 ص 227)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

یہ یاد رکھنا چاہئے کہ انسان کی سرشت اور بناوٹ میں دو قوتیں رکھی گئی ہیں اور وہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں اور یہ اس واسطے رکھی گئی ہیں کہ انسان ان کی وجہ سے آزمائش اور امتحان میں پڑ کر بصورت کامیابی قرب الٰہی کا مستحق ہو۔ ان دو قوتوں میں سے ایک قوت نیکی کی طرف کھینچتی ہے اور دوسری بدی کی طرف بلاتی ہے۔ نیکی کی طرف کھینچنے والی قوت کا نام مَلک یا فرشتہ ہے اور بدی کی طرف بلانے والی قوت کا نام شیطان ہے یا بالفاظ دیگر یوں سمجھ لو کہ انسان کے ساتھ دو قوتیں کام کرتی ہیں ایک داعی خیر اور دوسری داعی شر۔ اگر کسی کو شیطان اور فرشتہ کا لفظ گراں گذرتا ہے تو یوں ہی سمجھ لے انسان میں دو قوتوں سے تو کسی کو انکار نہیں ہو سکتا۔ خدا تعالیٰ نے کسی بدی کا کبھی ارادہ نہیں کیا۔ خدا تعالیٰ نے جو کیا خیر ہی خیر کیا ہے۔

دیکھو اگر دنیا میں گناہ کا وجود نہ ہوتا تو نیکی بھی نہ ہوتی۔ نیکی گناہ سے پیدا ہوتی ہے۔ گناہ کے وجود سے ہی نیکی کا وجود پیدا ہوتا ہے۔ دیکھو اگر کسی کو زنا کا موقعہ ملتا ہے اور اس میں طاقت موجود ہے اور پھر وہ گناہ سے بچتا ہے تو اس کا نام نیکی ہے۔ اگر کسی کو چوری اور ظلم وغیرہ گناہ کے مواقع ملتے ہیں اور پھر وہ اس کے کرنے پر قادر بھی ہو۔ بایں ہمہ وہ ان کا ارتکاب نہ کرے اور اپنے آپ کو بچاوے تو وہ نیکی کرتا ہے۔ گناہ کا موقعہ اور قدرت پا کر گناہ نہ کرنا یہی ثواب اور نیکی ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 623)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

نیکی میں مسابقت

ایک دفعہ غرباء نے رسول کریم ﷺ کے پاس جا کر شکایت کی۔ کہ یا رسول اللہ! جس طرح ہم نمازیں پڑھتے ہیں اسی طرح امراء بھی نمازیں پڑھتے ہیں جس طرح ہم روزے رکھتے ہیں اسی طرح امراء بھی روزے رکھتے ہیں جس طرح ہم جہاد کرتے ہیں اسی طرح امراء بھی جہاد کرتے ہیں مگر یا رسول اللہ ایک زائد کام وہ یہ کرتے ہیں کہ وہ صدقہ و خیرات دیتے ہیں اور ہم غربت اور ناداری کی وجہ سے اس میں حصہ نہیں لے سکتے۔ ہمیں کوئی ایسا طریق بتائیے جس پر چل کر ہم اس کمی کو پورا کر سکیں۔ آپ نے فرمایا۔ تم ہر نماز کے بعد تینتیس تینتیس دفعہ سبحان اللہ اور الحمدللہ اور چونتیس دفعہ اللہ اکبر کہہ لیا کرو۔ وہ بڑے خوش ہوئے اور انہوں نے اس پر عمل شروع کر دیا۔ مگر تھوڑے دنوں میں ہی امیروں کو بھی اس کا پتہ لگ گیا اور انہوں نے بھی تسبیح و تحمید شروع کر دی۔ اس پر غرباء نے پھر رسول کریم ﷺ کی خدمت میں شکایت کی کہ یا رسول اللہ! انہوں نے بھی تسبیح و تحمید شروع کر دی ہے۔ اب ہم کیا کریں۔ آپؐ نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کو نیکی کی توفیق دیتا ہے تو میں اس کو کس طرح روک سکتا ہوں۔ یہ تھی ان کی نیکی اور اس میں تسابق کی روح۔ (تفسیر کبیر جلد سوم ص 254)

نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو

(حضرت خلیفۃ المسیح الثانی)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہر شخص کا کوئی نہ کوئی مطمح نظر ہوتا ہے جو ہر وقت اس کی آنکھوں کے سامنے رہتا ہے اور اسے پورا کرنے کے لئے وہ اپنی تمام مساعی صرف کر دیتا ہے۔ کبھی وہ تجارت میں ترقی اپنا مقصد قرار دے لیتا ہے۔ کبھی زراعت میں ترقی اپنا مقصد قرار دے لیتا ہے۔ کبھی سیاسی لحاظ سے اقتدار کا حصول وہ اپنا مقصد قرار دے لیتا ہے۔ کبھی سائنس میں ترقی کو اپنا مقصد قرار دے لیتا ہے۔ کبھی بیواؤں اور یتامی اور مساکین کی خدمت کو وہ اپنا مقصد قرار دے لیتا ہے۔ کبھی دین اور مذہب کی اشاعت کو اپنا مقصد قرار دے لیتا ہے۔ غرض ہر شخص کسی نہ کسی مطمح نظر کو اپنے سامنے رکھتا ہے۔ اور اس کے حصول کے لئے وہ ہر قسم کی قربانیوں اور جدوجہد سے کام لیتا ہے۔ نکمے سے نکمے انسان کو بھی دیکھ لو۔ تو معلوم ہو گا کہ وہ ہر وقت کچھ نہ کچھ کرتا رہتا ہے۔ کیونکہ فراغت انسانی فطرت میں داخل ہی نہیں۔ یہی حال اقوام کا ہے۔ ہر قوم نے اپنا کوئی مقصد قرار دیا ہوا ہوتا ہے۔ اور وہ اس کے لئے سب کچھ قربان کر دیتی ہے۔ پس جب ہر انسان دنیا میں کچھ نہ کچھ ضرور کرتا ہے اور کسی نہ کسی امر کے متعلق اسے شغف ہوتا ہے تو تمہارا بھی ایک مطمح نظر ہونا چاہئے۔ یہ نہ ہو کہ تشتت قومی کے ماتحت کوئی کسی مقصد کو اپنے سامنے رکھ لے اور کوئی کسی مقصد کو۔ مولیھا میں مفعول کو حذف کر دیا گیا ہے اور اصل عبارت اس طرح ہے کہ ولکل وجھۃ ھو مولیھا وجھہ۔ یعنی ہر شخص کی کوئی نہ کوئی جہت ہوتی ہے۔ یا ہر شخص کا کوئی نہ کوئی نصب العین ہوتا ہے جس پر وہ اپنی تمام توجہات کو مرکوز کر دیتا ہے۔ اور جسے زندگی بھر اپنے سامنے رکھتا ہے اور پورے انہماک اور توجہ سے اسے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مگر لوگ تو اپنے مقاصد اپنے لئے خود تجویز کرتے ہیں۔ لیکن ہم (......) پر رحم کرتے ہوئے خود ہی ایک بلند ترین مطمح نظر اس کے سامنے رکھتے ہیں اور ہدایت دیتے ہیں کہ فاستبقوا الخیرات۔

تمہارا مطمح نظر یہ ہونا چاہئے کہ تم نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرو۔ اس جگہ نیکیوں میں ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے کی تحریک فرما کر اللہ تعالیٰ نے قومی ترقی کا ایک عجیب گر بتایا ہے۔ جسے افسوس ہے کہ اس زمانہ بالعموم مد نظر نہیں رکھا جاتا۔ چنانچہ عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ اگر کسی شخص کو نیکیوں میں حصہ لینے کی نصیحت کی جائے یا کسی نیک کام کی ترغیب دلائی جائے تو اس کا جواب یہ ہوتا ہے کہ بس غریبوں پر ہی سارا زور ڈالا جاتا ہے امیروں کو تو کوئی پوچھتا ہی نہیں۔ حالانکہ اگر کوئی بڑا ہے اور وہ نیکیوں میں حصہ نہیں لیتا تو وہ اس کی مثال اپنے سامنے کیوں رکھتے ہیں۔ انہیں تو اچھے نمونے کی اقتدا کرنی چاہئے اور امارت اور غربت پر بنیاد رکھنے کی بجائے ہمیشہ یہ دیکھنا چاہئے کہ نیکی اور تقویٰ کس میں پایا جاتا ہے۔ اگر ایک غریب میں نیکی پائی جاتی ہے تو وہ امیر کے مقابلہ میں جس کے اندر تقویٰ نہیں خدا تعالیٰ کے حضور لاکھوں گنا زیادہ بہتر ہے۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 253)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

مرتبہ: حافظ عبد الحلیم صاحب

اردو کلاس کی باتیں

اردو کلاس نمبر 292
جو 9- ستمبر 1998ء کو نشر ہوئی

شجر کاری

فرمایا- ہم جب چھوٹے ہوتے تھے ہم اپنی مرضی کا کوئی نہ کوئی درخت لگایا کرتے تھے بچے اپنے درخت کو بڑھتا دیکھتے ہیں ان کو اچھا لگتا ہے وہ دیکھتے دیکھتے اونچا ہو جاتا ہے- مونا نے ایک دفعہ بیری لگائی تھی- وہ کافی بڑی ہو گئی اس پہ بڑے بیر لگے پھر وہاں ہم نے ایک کوارٹر بنانا تھا- بیری کاٹ دی- مونا بیچاری روزانہ جا کے بیری کے پاس بیٹھ کر رویا کرتی تھی- اتنی اچھی لگتی تھی اس کو کیونکہ خود لگائی ہوئی تھی-

جو درخت انسان خود لگائے بہت اچھا لگتا ہے میں نے احمد نگر میں جو درخت خود لگائے تھے جامن، انگور اور دوسری چیزیں، میں ان سے کہا کرتا ہوں مجھے اس کے پھل بھیجو- جو اپنے ہاتھ کا لگایا ہوا ہوتا ہے وہ بہت اچھا لگتا ہے آپ لوگ اپنے ہاتھ سے کوئی چیز لگایا کرو- اپنے گھر میں کوئی پھل کوئی پودا کوئی سبزی وغیرہ لگایا کرو-

خطوط کے بارے میں دلچسپ گفتگو

فرمایا- مردوں سے بہتر عورتیں خط لکھتی ہیں میرے پاس جتنے خط آتے ہیں ان میں سب سے اچھے خط عورتوں کے ہوتے ہیں جو مرد اچھا لکھتے ہیں وہ پھر بہت ہی اچھا لکھتے ہیں بعض مرد ایسا اچھا خط لکھتے ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے- مگر مرد کم لکھتے ہیں ایسے- مرد جو لکھتے ہیں وہ ادبی اور بنا کے لکھتے ہیں- ہمارے عبید اللہ علیم صاحب- ان کے خط میں نے سنبھال کے رکھے ہوئے ہیں پڑھنے والے خط ہیں- اس خط کے اندر زور ہوتا ہے تحریر اچھی، زبان اچھی، عورتیں یا لڑکیاں بے ساختہ لکھتی ہیں ان کے دل میں جو آئے وہ لکھ ڈالتی ہیں اس کی وجہ سے خط میں بڑی جان آ جاتی ہے بہت اچھا لگتا ہے خط- ہر خط کا ایک اپنا مزاج ہوتا ہے- اور عام طور پر میں نے دیکھا ہے کہ بچیاں اچھے خط لکھتی ہیں-

خط بے ساختہ پھوٹتا ہے- خط کا مجھے بچپن سے شوق ہے بڑا مزہ آتا ہے خط لکھنے کا اب تو وقت نہیں رہا- مگر میں سال میں ایک دفعہ کسی کا جواب دیتا ہوں اپنے ہاتھ سے- مگر وہ بھی بہت ہو جاتے ہیں- اچھے خط جو ملتے ہیں ان کو ایک دفعہ میں اپنے ہاتھ سے لکھتا ہوں- میں کہتا ہوں ساری عمر رکھو اپنے پاس-

اور جس سٹائل میں مجھے کوئی لکھے اسی سٹائل میں لکھتا ہوں اس سٹائل کو تھوڑا سا اور آگے کر دیتا ہوں وہ حیران رہ جاتے ہیں کہ آپ نے تو کمال کر دیا میں کہتا ہوں میں نے نہیں کمال کیا میں نے آپ کے خط کو اپنا لیا ہے- آپ نے جو مجھے لکھا کہ آپ کے دل میں کیا کھلبلیاں تھیں- آپ کو اسی انداز میں لکھتا ہوں-

یہ جتنے خط ہیں جواب کے وہ لکھنے والے کی شکل ہے اصل میں- اسی کی تصویر اتارتا ہوں- یہ مجھے شوق تھا- بچپن سے مجھے خط لکھنے کا بہت شوق تھا ضروری نہیں کہ کسی آدمی کو لکھوں میرے پاس اتنے خط تھے پڑے ہوئے اپنے لکھے ہوئے- کسی کے نام نہیں خیالی- اے میرے پیارے دوست- السلام علیکم

اس میں مزے مزے کی باتیں- کیا دیکھا کیا سوچا- اور بڑے اچھے اچھے خط بند کر کے میں رکھے جاتا تھا- وہ سارے چوری ہو گئے- پتہ نہیں کہاں چلے گئے- لیکن ابھی بھی میرے پاس کافی خط پڑے ہوئے ہیں پرانے- ہر ایک کا مشغلہ ہوتا ہے نا ایک- میرا مشغلہ خط لکھنا تھا- اور اچھے خط اکٹھے کرنا- خط کا طریقہ ہی یہی ہے جو دل میں آئے ڈال دو- بہترین خط بن جاتا ہے-

مکرم محمود مجیب اصغر صاحب

صحابہ کرامؓ کے اخلاص اور قربانیوں کے تذکرے

حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ

آپ کی ساری زندگی ہی قربانیوں اور ایثار اور اخلاص سے معمور ہے تاہم جنگ احد میں جب مسلمانوں کے لشکر غلط فہمی سے منتشر ہو گئے اس وقت آنحضرت ﷺ کی حفاظت کے لئے آپ نے جو مظاہرہ کیا وہ آپ کے اخلاص اور قربانی کا غالباً سب سے اہم واقعہ ہے حضرت مصلح موعود نے اس کا نقشہ بہت خوبصورت انداز میں اتارا ہے فرمایا

"علاوہ شمشیر زنوں کے تیر انداز اونچے ٹیلوں پر کھڑے ہو کر رسول کریم ﷺ کی طرف بے تحاشا تیر مارتے تھے اس وقت طلحہؓ جو قریش میں سے تھے- اور مکہ کے مہاجرین میں سے تھے نے یہ دیکھتے ہوئے کہ دشمن سب کے سب تیر رسول ﷺ کے منہ طرف پھینک رہا ہے اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے منہ کے آگے کھڑا کر دیا- تیر کے بعد تیر جو نشانہ پر گرتا تھا وہ طلحہؓ کے ہاتھ پر گرتا تھا مگر جانباز اور وفادار صحابی اپنے ہاتھ کو کوئی حرکت نہیں دیتا تھا اس طرح تیر پڑتے گئے اور طلحہؓ کا ہاتھ زخموں کی شدت کی وجہ سے بالکل بیکار ہو گیا اور صرف ایک ہی ہاتھ ان کا باقی رہ گیا-

سالہا سال بعد اسلام کی چوتھی خلافت کے زمانہ میں جب مسلمانوں میں خانہ جنگی واقع ہوئی تو کسی دشمن نے طعنہ کے طور پر طلحہؓ کو کہا "ٹنڈا" اس پر ایک دوسرے صحابی نے کہا ہاں ٹنڈا ہی ہے مگر کیسا مبارک ٹنڈا ہے تمہیں معلوم ہے طلحہ کا یہ ہاتھ رسول کریم ﷺ کے منہ کی حفاظت میں ٹنڈا ہوا تھا-

احد کی جنگ کے بعد کسی شخص نے طلحہؓ سے پوچھا کہ جب تیر آپ کے ہاتھ پر گرتے تھے کیا آپ کو درد نہیں ہوتی تھی اور کیا آپ کے منہ سے اُف نہیں نکلتی تھی؟ طلحہ نے جواب دیا درد بھی ہوتی تھی اور اُف بھی نکلنا چاہتی تھی لیکن میں اُف کرتا نہیں تھا تا ایسا نہ ہو کہ اُف کرتے وقت میرا ہاتھ ہل جائے اور تیر رسول کریم ﷺ کے منہ پر آگرے"

(دیباچہ تفسیر القرآن ص 153)

حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے قبیلہ بنو تیم میں سے تھے اور ان پانچ خوش نصیبوں میں شامل تھے جنہیں حضرت ابو بکرؓ نے ایمان لانے کے بعد تبلیغ کی اور وہ فوراً مسلمان ہو گئے حضرت طلحہ کی اس وقت عمر تقریباً پندرہ سال کی تھی آپ تمام غزوات النبیؐ میں شامل ہوئے گو طبعی طور پر بدر کے میدان جنگ میں شامل نہ تھے تاہم اس سے قبل آنحضرتؐ نے آپ کو اور حضرت سعید بن زید کو قریش کے تجارتی قافلہ کے حالات معلوم کرنے کی مہم پر بھیجا ہوا تھا- اور آپ کی واپسی تک بدر کی جنگ ختم ہو چکی تھی آنحضرتؐ نے آپ کو بھی اصحاب بدر میں شامل فرمایا جو بہت بڑا اعزاز ہے-

آپ نے آنحضرتؐ کے وصال کے بعد چاروں خلفاء کی بیعت کی جنگ جمل میں علیحدگی اختیار کر کے ایک طرف جا بیٹھے مروان بن الحکم کا ایک تیر آپ کی گردن پر آلگا ایک تیر کسی طرف سے آپ کے گھٹنے پر آلگا گھٹنے سے خون بند نہ ہوا آپ نے کہا خون بہنے دو یہ تیر خدا کا بھیجا ہوا ہے اس زخم کے باعث آپ راہی ملک بقا ہو گئے-

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے- آمین-

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ

حضرت زبیر بن العوام آنحضرت ﷺ کے پھوپھی زاد بھائی تھے آپ کی والدہ حضرت صفیہ حضرت عبد المطلب کی بیٹی اور آنحضرت ﷺ کے والد ماجد حضرت عبد اللہ بن حضرت عبد المطلب کی بہن تھیں ان کا تعلق قبیلہ بنو اسد سے تھا آپ کے والد العوام بن خویلد ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھائی تھے اس طرح حضرت زبیرؓ نجیب الطرفین وجود تھے بالکل نو عمری میں حضرت زبیرؓ کو آنحضرت ﷺ پر ایمان لانے کی سعادت نصیب ہوئی جب آپ مسلمان ہوئے اس وقت آپ کا چچا آپ کو چٹائی میں لپیٹ کر آپ کے ناک میں دھواں دیا کرتا تھا جب مکہ میں تکالیف بڑھ گئیں تو آپ ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے آپ کے حبشہ قیام کے دوران نجاشی کو اپنے ایک حریف سے جنگ پیش آگئی اس پر صحابہ نے باہم مشورہ کر کے فیصلہ کیا کہ اگر ضرورت پیش آئے تو ہمیں بھی نجاشی کی مدد کرنی چاہئے چنانچہ اس موقع پر حضرت زبیر بن العوام دریائے نیل کے پار میدان جنگ میں بھجوائے گئے آپ نے خوب وفاداری کا حق ادا کیا پیچھے باقی صحابہ دعاؤں میں لگے رہے چند دنوں بعد حضرت زبیر نے آکر اطلاع دی کہ نجاشی نے خدا کے فضل سے فتح پائی ہے- جنگ بدر میں حضرت زبیرؓ کو حضرت علیؓ اور حضرت حمزہؓ کی طرح خوب بہادری کا مظاہرہ کرنے کا موقع ملا جنگ احد میں سخت نازک وقت میں حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ نے دشمن پر بے تحاشا حملے گئے-

جنگ خندق کے موقع پر یہودیوں کی غداری کے باعث بڑی نازک صورت حال پیدا ہو گئی آگے دس سے تیس ہزار کے قبائل عرب کے احزاب اور مدینہ کے عقب سے یہودیوں کا خطرہ- اس موقع پر آپ کو آنحضرتؐ نے خفیہ طور پر دو تین بار حالات دریافت کرنے کے لئے یہودیوں کے پاس بھیجا آپ نے نہایت حکمت اور احتیاط سے یہ کام سرانجام دیا اس خطرناک جنگ میں آپ کے ہاتھوں قریش کا ایک سردار

(باقی کالم 1 کے نیچے)

بقیہ کالم 4

نوفل بن عبد اللہ قتل ہوا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے لئے آگے نکلا تھا- یہ کفار کا ایک بہت بڑا لیڈر اور خالد بن ولید کا چچازاد بھائی تھا جس کی لاش کی قیمت دس ہزار درہم لگائی گئی مگر آنحضرتؐ نے معاوضہ لینے سے انکار کر دیا اور یونہی لاش واپس کر دی-

آنحضرتؐ کے تمام غزوات میں آپ کو شمولیت اور غیر معمولی خدمات کی توفیق ملی- آپ حضرت علیؓ کے زمانہ خلافت میں شہید ہوئے- حضرت حسانؓ بن ثابت نے آپ کی وفات پر جو قصیدہ لکھا اس میں آپ کی شجاعت اور خدمات کی بہت تعریف کی حضرت زبیرؓ پندرہ سال کے تھے جب مسلمان ہوئے اور 67 سال کے تھے جب فوت ہوئے 52 سالوں کی تاریخ آپ کی فدائیت اور خلوص کے ناقابل فراموش واقعات سے مزین ہے-

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مکرم سید قمر سلیمان احمد صاحب

قسط دوم آخر

حضرت میر ناصر نواب صاحب

بیعت

1889ء میں لدھیانہ میں جب حضرت مسیح موعود نے پہلی بیعت لی تو گو حضرت میر صاحب کو حضرت مسیح موعود سے دلی عقیدت ضرور تھی لیکن آپ کے دعویٰ کی پوری طرح سمجھ نہ آنے کی وجہ سے آپ نے بیعت نہیں کی۔ آپ اپنی خودنوشت میں تحریر فرماتے ہیں۔

"1889ء میں سلسلہ بیعت لدھیانہ میں شروع ہوا۔ اس وقت میں احمدی نہیں ہوا تھا اور نہ میں حضرت صاحب کو مسیح و مہدی مانتا تھا۔ لہٰذا میں نے بیعت نہیں کی تھی۔ میں منافق نہیں تھا کہ بظاہر بیعت کر لیتا اور دل میں مرزا صاحب کو سچا نہ سمجھتا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے راستباز اور صاف گو بنایا ہے۔" (حیات ناصر ص 9)

1892ء کے جلسہ سالانہ پر حضرت مسیح موعود کے بار بار بلانے پر آپ نے جلسہ میں شرکت کا فیصلہ کیا اور یہی فیصلہ آپ کی زندگی کا ایک بیش قیمت موڑ ثابت ہوا۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔

"جب میں مرزا صاحب سے ملا۔ اور وہ اخلاق سے پیش آئے تو میرا دل نرم ہوا۔ گویا مرزا صاحب کی نظر سرمہ کی سلائی تھی۔ جس سے غبار کدورت میرے دل کی آنکھوں سے دور ہو گیا اور غیظ و غضب کے نزلہ کا پانی خشک ہونے لگا۔ اور کچھ کچھ دھندلا سا مجھے حق نظر آنا شروع ہوا اور رفتہ رفتہ باطنی بینائی درست ہوئی۔"

(سیرت حضرت اماں جان ص 189)

"اس جلسہ پر تین سو سے زیادہ شریف اور نیک لوگ جمع تھے جن کے چہروں سے .....نور ٹپک رہا تھا۔ امیر' غریب' نواب' انجینئر' تھانیدار' تحصیلدار' زمیندار' سوداگر' حکیم غرض ہر قسم کے لوگ تھے۔ ہاں چند مولوی بھی تھے مگر مسکین مولوی۔

(سیرت حضرت اماں جان ص 191)

قادیان کے ہو رہے

حضرت میر صاحب نے اس جلسہ پر بیعت کر کے اپنے عظیم الشان داماد کی مریدی اختیار کی اور ایسی اختیار کی کہ پھر قادیان کے ہی ہو رہے۔ اپنی خودنوشت میں فرماتے ہیں۔

"بندہ سرکاری نوکری سے فارغ ہو کر حضرت صاحب..... کی خدمت میں مشغول ہو گیا گویا کہ میں ان کا پرائیویٹ سیکرٹری تھا' خدمت گار تھا' انجینئر تھا' مالی تھا' زمین کا مختار تھا' معاملہ وصول کیا کرتا تھا۔ میں نے حضرت صاحب کے اکثر معجزات بچشم خود دیکھے۔ بلکہ خود میری ذات اور میرے گھر والوں اور بچوں پر ان کا اثر ہوا۔ زلزلہ کے وقت سخت اندیشہ ہوا کہ خدا جانے محمد اسماعیل کا کیا حال ہوا۔ زلزلہ میں کہیں کسی مکان کے تلے دب کر مر گیا ہو۔ حضرت صاحب نے فرمایا مرا نہیں۔ مجھے الہام ہوا ہے کہ ڈاکٹر محمد اسماعیل ' وہ ڈاکٹر ہو گا۔ محمد اسحاق کو دو دفعہ طاعون ہوا۔ آپ کی دعا سے اچھا ہوا۔ اور آپ نے پہلے ہی فرما دیا تھا کہ یہ مرے گا نہیں۔"

(حیات ناصر ص 14)

خدمات

جیسا کہ حضرت میر صاحب نے فرمایا ہے آپ قادیان آ کر متفرق کاموں کی نگرانی کرتے رہے جن پر حضرت مسیح موعود اپنی عدیم الفرصتی کی وجہ سے توجہ نہ کر سکتے تھے۔ ان میں لنگر خانے کا انتظام' سلسلہ کی عمارات کی تعمیر اور دیگر بہت سی خدمات شامل ہیں۔ حضرت مسیح موعود کے باغ میں میر صاحب نے بے شمار خوبصورت پودے اور پھلدار درخت لگوائے۔ الدار میں کوئی تعمیر ہو آپ خود کھڑے ہو کر نگرانی فرماتے' حضور کی زمینداری کی نگرانی فرماتے۔ لنگر خانے کا انتظام کرتے۔ غرض ہر قسم کے متفرق کام کے لئے ہر دم مستعد اور تیار رہتے۔

جب 1898ء میں تعلیم الاسلام سکول کا آغاز ہوا تو آپ اس کے پہلے ناظم مقرر ہوئے۔ آپ چونکہ دور رس تھے اور حضرت مسیح موعود کی پیشگوئیوں پر آپ کو کامل یقین تھا اس لئے قادیان کے مستقبل میں پھیلاؤ کے پیش نظر آپ نے ڈھابوں میں بھرتی ڈلوانی شروع کی جو اس وقت بہت سستی پڑ جاتی تھی۔ اس طرح بھرتی ڈلوانے پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا کہ میر صاحب سلسلہ کا پیسہ ضائع کر رہے ہیں۔ جب حضرت اقدس مسیح موعود نے یہ بات سنی تو آپ نے فرمایا۔

"میر صاحب کے کاموں میں دخل نہیں دینا چاہئے۔"

(سیرۃ اماں جان ص 207)

بعد میں لوگوں کو اندازہ ہوا کہ ڈھاب بھر کر نہایت قیمتی زمین حاصل ہو گئی ہے۔

اسی طرح بیت مبارک کی توسیع 1906ء میں ہوئی جو میر صاحب نے اپنی نگرانی میں کروائی۔ یہاں بھی بعض کھڑکیوں وغیرہ کے بارہ میں جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا تو حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ "جو کھڑکی وغیرہ میر صاحب نے جہاں رکھ دی ہے۔ وہیں رہنے دی جائے۔"

(سیرۃ اماں جان ص 211)

حضرت مسیح موعود جب کبھی سفر پر تشریف لے جاتے تو میر صاحب کو قادیان گھر کی حفاظت کے لئے چھوڑ جاتے۔ لیکن آخری عمر میں آپ بھی حضرت صاحب کے ساتھ جانے لگے۔ جب حضرت صاحب اپنے آخری سفر پر لاہور تشریف لے گئے تو میر صاحب بھی ساتھ تھے اور آخری دن کی سیر میں بھی شریک تھے۔

فرماتے ہیں۔

"اب میرے متعلق کوئی کام نہ رہا۔ کیونکہ وہ کام لینے والا ہی نہ رہا۔ دنیا سے اٹھ گیا۔ میر صاحب میر صاحب! کی صدائیں اب مدھم پڑ گئیں۔ بلکہ کئی اور میر صاحب پیدا ہو گئے۔ شکر ہے کہ یہ بھی ایک قسم کا غرور مجھ سے دور ہوا اور ناز جاتا رہا۔ کیونکہ کوئی ناز بردار نہ رہا۔"

(حیات ناصر ص 15)

قدرت ثانیہ کے فدائی

27- مئی 1908ء کو تمام جماعت حضرت حکیم مولانا نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول کے ہاتھ پر بیعت کر کے پھر ایک ہاتھ پر اکٹھی ہو گئی۔ اس موقعہ پر حضرت میر صاحب بھی کسی سے پیچھے نہ رہے اور خدا تعالیٰ کے خاص فضل نے انہیں قدرت ثانیہ کے جانثاروں میں سے بنا دیا۔

یہ وہ زمانہ تھا جب جماعت آہستہ آہستہ اپنے پاؤں پر کھڑی ہو رہی تھی۔ بہت سے غریب غرباء' یتامیٰ' ضعفاء قادیان میں دھونی رمائے بیٹھے تھے۔ اور اس امر کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ ان کے لئے کوئی مناسب بندوبست کیا جائے۔ میر صاحب نے یہ ذمہ داری اپنے سر لے لی اور جگہ جگہ تحریک کر کے مختلف خدمات کے لئے چندہ اکٹھا کرنا شروع کر دیا۔ جس سے بیت نور' نور ہسپتال' دار الضعفاء اور دیگر اسی قسم کے بے شمار کام سرانجام دیئے۔ ان کاموں کی انجام دہی کے لئے آپ نے بڑھاپے کی اس عمر میں دور دراز کے احمدیوں سے چندہ وصول کرنے کے لئے سفر بھی کئے اور 1910ء میں لاہور' گوجرانوالہ' وزیر آباد' لالہ موسیٰ' گجرات' بھیرہ' ملکوال' چک نمبر9 پنیار' بھلوال' سیالکوٹ' جہلم' راولپنڈی' ایبٹ آباد وغیرہ کا سفر کیا اور 1911ء میں کلکتہ' حیدر آباد اور بمبئی کا سفر کیا۔ بعد میں اس سفر کا حال منظوم صورت میں قلمبند بھی فرمایا جو دو جلدوں کی صورت میں سفرنامہ ناصر کے عنوان سے طبع شدہ ہے۔

حلیہ

حضرت میر صاحب درمیانے قد اور چھریرے بدن کے تھے۔ وضع قطع نہایت سادہ تھی۔ لباس میں کسی قسم کی آرائش و نمائش نہیں تھی۔ ٹخنوں سے اوپر پاجامہ پہنتے تھے اور چھوٹی سی سفید پگڑی یا رومی ٹوپی جو عموماً بغیر پھندنے کے ہوتی۔ اخیر عمر میں افغانی ٹوپی کی طرز پر بنی ہوئی ہندوستانی ٹوپی بھی پہنتے رہے۔ ان ایام میں ان کا لباس کرتہ صدری اور اس پر سفید چوغہ ہوتا تھا۔ اور پاؤں میں لدھیانہ کی بنی ہوئی جوتی۔ (حیات ناصر ص 19)

میر صاحب نہایت سادہ طبیعت کے آدمی تھے اور کسی کام کو بھی عار نہ سمجھتے تھے۔ جماعتی عمارات کی تعمیر کے دوران سارا سارا دن دھوپ میں کھڑے ہو کر کام کروایا کرتے تھے۔ شروع میں احباب جماعت کو تجارت کی طرف متوجہ کرنے کے لئے قادیان میں ایک چھوٹی سی دوکان بھی کھول لی تھی۔

غرباء میں آرام سے بیٹھ جاتے اور ان کے ساتھ کھانے پینے میں شریک ہوتے۔ انہوں نے ایک مجلس بنائی تھی جس میں آٹھویں روز احباب جمع ہوتے اور اپنے گھروں سے کھانا لا کر اکٹھے کھاتے۔ اس میں غرباء اور کمزور احباب بھی شامل تھے۔ سب ایک جگہ بیٹھ کر نہایت محبت سے کھانا کھاتے اور کوئی امتیاز نہ برتا جاتا۔

اگر کوئی بیمار ہو جاتا تو میر صاحب سب بھائیوں کو ساتھ لے کر اس کی عیادت کو چل پڑتے۔ بعض اوقات جمعہ کو اپنے بھائیوں کے کپڑے دھونے کے لئے چل دیتے۔ غرض نہایت سادہ اور نمود و نمائش سے بچ کر رہنے والے انسان تھے۔

میر صاحب حق بات کہنے سے کبھی نہیں ڈرے نہایت یکرنگ اور صاف باطن آدمی تھے اور منافقت کی باتوں سے آپ کا خون کھول اٹھتا تھا۔ حضرت مسیح موعود نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں میر صاحب کے بارہ میں فرمایا'

صاف باطن

"حبی فی اللہ میر ناصر نواب صاحب' میر صاحب موصوف علاوہ رشتہ روحانی کے رشتہ جسمانی بھی اس عاجز سے رکھتے ہیں۔ کہ اس عاجز کے خسر ہیں۔ نہایت یک رنگ اور صاف باطن اور خدا تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہیں اور اللہ اور رسول کی اتباع کو سب چیز سے مقدم سمجھتے ہیں۔ اور کسی سچائی کے کھلنے سے پھر شجاعت قلبی کے ساتھ بلا توقف قبول کر لیتے ہیں۔ حب للہ اور بغض للہ کا مومنانہ شیوہ ان پر غالب ہے۔ کسی کے راستباز ثابت ہونے سے وہ جان تک بھی فرق نہیں کر سکتے۔ اور کسی کو ناراستی پر دیکھ کر اس سے مداہنت کے طور پر کچھ تعلق رکھنا نہیں چاہتے۔ اوائل میں وہ اس عاجز کی نسبت نیک گمان تھے۔ مگر درمیان میں ابتلاء کے طور پر ان کی حسن ظنی میں فرق آ گیا۔ چونکہ سعید تھے اس لئے عنایت الٰہی نے پھر دستگیری کی اور اپنے خیالات سے توبہ کر کے سلسلہ بیعت میں داخل ہوئے۔ ان کا ایک دفعہ نیک ظنی کی طرف پلٹا کھانا اور جوش سے بھرے ہوئے اخلاص کے ساتھ حق کو قبول کر لینا غیبی جذبہ سے معلوم ہوتا ہے۔"

میر صاحب کی طبیعت میں کچھ تیزی تھی جس کی وجہ سے وہ جلد ناراض ہو جاتے تھے لیکن جلد ہی نہایت کشادہ دلی سے معاف بھی کر دیتے تھے اور خود صلح کا ہاتھ بڑھاتے تھے۔ اپنے بارہ میں تحریر فرماتے ہیں۔

"مجھ میں چند عیب ہیں۔ ایک غصہ زیادہ آتا ہے۔ اور محل و بے محل آ جاتا ہے۔ دوسرے ہر کہ ومہ سے بے تکلف ہو جاتا ہوں۔ تیسرے کینہ وروں کی طرح اندر کچھ نہیں رکھتا۔ ظاہر کر دیتا ہوں۔ اور چھوٹے بڑے کی رعائت نہیں کرتا۔ جو بات حق ہوتی ہے۔ اس کے ظاہر کرنے میں مجھے کبھی تامل نہیں ہوتا۔ میری نظر میں امیر و غریب یکساں ہیں۔ لوگ اس سے چکراتے اور سخت گھبراتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور انہیں ہدایت دے۔ جو ان میں سے حقیقی عیب ہے۔ اس سے مجھے پاک کرے۔ آمین۔ لوگ بھی سچے ہیں وہ بہ سبب دوری کے میرے اور میرے محبوب کے حالات سے واقف نہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجھ پر میرا مسیح اس قدر مہربان تھا کہ میری اور اس کی چارپائی میں ایک دیوار فقط حائل ہوا کرتی تھی۔ اور کبھی کبھی رات کو بھی کوئی خواب یا الہام ہوتا تھا تو مجھے بھی سنا دیتے تھے۔" (حیات ناصر ص 16'17)

جیسا کہ ذکر آچکا ہے میر صاحب غصہ کے تیز ہونے کے باوجود بہت صاف باطن تھے اور کینہ نہیں رکھتے تھے۔ اس ضمن میں حضرت مولانا یعقوب علی صاحب عرفانی اپنا واقعہ بیان فرماتے ہیں۔

"میں مدرسہ تعلیم الاسلام کا ہیڈ ماسٹر تھا اور حضرت نانا جان (میر ناصر نواب صاحب۔ ناقل) ناظم بعض باتوں میں حضرت نانا جان سے چھڑ گئی۔ میں اس سے اس قدر متاثر ہوا کہ ایک دن بعد نماز مغرب جب حضرت صاحب بیت مبارک کی شہ نشین پر تشریف فرما تھے۔ میں نے اس قضیہ کو باچشم گریاں حضرت کے پیش کرنا چاہا۔ حضرت متوجہ ہوئے تھے کہ حضرت مخدوم الملۃ" مولوی عبدالکریم صاحب نے ڈانٹ کر مجھے بٹھا دیا۔ (اور میں اس ڈانٹ کی بہت عزت کرتا ہوں) اور حضرت کے دریافت کرنے پر عرض کر دیا کہ میں سمجھا دوں گا۔ کچھ بات نہیں۔ دوسرے دن مجھے حضرت مخدوم الملۃ" نے حضرت میر صاحب کے مناقب بیان کئے۔ منجملہ ان کے فرمایا کہ یہ وہ شخص ہے جس کی بیٹی اماں جان ہے۔ وہ طبیعت میں بے شک تیز ہوں مگر بہت صاف باطن اور خیر خواہ ہیں۔ تم ان سے صلح کر لو۔ مجھے حضرت مخدوم الملۃ" سے بہت محبت تھی۔ ان کے کلام کا میرے دل پر بہت اثر ہوا۔ اور میں نے ارادہ کیا کہ جا کر حضرت میر صاحب سے معذرت کروں۔ اتنے میں کیا دیکھتا ہوں کہ وہ خود تشریف لا رہے ہیں۔ اور باآواز بلند السلام علیکم کہہ کر مجھے پکڑ لیا اور اظہار محبت فرمایا۔" (حیات ناصر ص 23'24)

میر صاحب نماز باجماعت بہت پابندی سے ادا کرتے۔ آخری عمر میں کمزوری کے باعث جب چلنا پھرنا مشکل ہو گیا تھا تب بھی دارالعلوم سے بیت مبارک میں نماز کی ادائیگی کے لئے باقاعدگی سے تشریف لاتے۔

اولاد

آپ کی اولاد میں سب سے عظیم الشان وجود تو حضرت سیدہ اماں جان کا ہے جن سے آخری زمانہ میں تمام قوموں کو امت واحدہ بنانے والی اولاد پیدا ہوئی۔ حضرت مسیح موعود نے 13 مارچ 1906ء کو ایک رویا دیکھا کہ میر ناصر نواب صاحب اپنے ہاتھ پر ایک درخت رکھ کر لائے ہیں۔ جو پھلدار ہے اور جب مجھ کو دیا گیا تو وہ ایک بڑا درخت ہو گیا۔ جو بیدانہ توت کے درخت کے مشابہ تھا اور نہایت سبز تھا اور پھلوں اور پھولوں سے بھرا ہوا تھا۔ اور پھل اس کے نہایت شیریں تھے۔ اور عجیب تر یہ کہ پھول بھی شیریں تھے۔ مگر معمولی درختوں میں سے نہیں تھا۔ ایک ایسا درخت تھا کہ کبھی دنیا میں نہیں دیکھا گیا۔ میں اس درخت کے پھل اور پھول کھا رہا تھا کہ آنکھ کھل گئی۔"

(الفضل جلد 19 نمبر 136)

حضرت اماں جان کی بابرکت اور مبشر اولاد میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب المصلح الموعود جیسا عظیم وجود پیدا ہوا۔ پھر حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب' حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب' حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ اور حضرت سیدہ نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ وہ بابرکت وجود ہیں جن کے آپ نانا تھے اور اسی مناسبت سے جماعت میں "نانا جان" کہلاتے تھے۔

پھر حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب اور حضرت میر محمد اسحاق صاحب آپ کے دو صاحبزادے تھے جو احمدیت کے عشق سے لبریز تھے۔

میر صاحب جیسا کہ حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں جماعتی خدمات کے لئے ہردم مستعد تھے اسی طرح حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے زمانہ میں بھی ہر وقت خدمت کے لئے تیار رہے۔ حضرت صاحب کی تمنا تھی کہ قادیان میں قرآن مجید کی تعلیم کے لئے ایک ادارہ "دارالقرآن" کے نام سے تعمیر کیا جائے اور باوجود یہ کہ انجمن موجود تھی آپ نے خواہش ظاہر فرمائی کہ یہ کام میر صاحب کی زیر نگرانی انجام پائے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول کی وفات پر جب جماعت ایک عظیم فتنہ کا شکار ہو گئی تو حضرت میر صاحب نے دور دراز کے احمدی احباب کو صحیح صورت حال سے مطلع فرمانے کے لئے مدراس کا سفر کیا اور حضرت سیٹھ عبدالرحمان صاحب جو صدر انجمن کے ٹرسٹی تھی سے مل کر بذریعہ تار ان کی بیعت حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی خدمت میں روانہ کی آپ کو ان دنوں میں اس بات کا شدت سے احساس ہو رہا تھا کہ جماعت میں فتنہ لاعلمی کی وجہ سے پیدا ہو رہا ہے اور اگر احباب جماعت کو حضرت مسیح موعود کی کتب مطالعہ کے لئے پہنچیں تو اس فتنہ کا بہت حد تک تدارک ہو سکتا ہے۔ چنانچہ آپ نے حضرت صاحب کی کتب کی اشاعت پر بہت زور دیا اور بہت شدت اور اخلاص کے ساتھ جماعت میں ان کتب کی اشاعت کی تحریک فرمائی۔

حضرت بھائی عبدالرحمان صاحب قادیانی میر صاحب سے بے تکلف تھے ایک دفعہ حضرت بھائی جی نے میر صاحب سے پوچھا کہ حضرت یہ مقام جو آپ کو حاصل ہے اس میں کیا راز ہے۔ وہ کون سی بات تھی جو آپ کو اس جگہ پر لے آئی۔ حضرت میر صاحب کی آنکھوں میں آنسو چھلک آئے۔ رقت ان کے گلے میں گلوگیر ہو گئی۔ مگر اس بھرائی ہوئی آواز میں فرمایا۔

"میرے ہاں جب یہ بلند اقبال لڑکی پیدا ہوئی۔ اس وقت میرا دل مرغ مذبوح کی طرح تڑپا۔ اور میں پانی کی طرح بہہ کر آستانہ الہی پر گر گیا۔ میں نے اس وقت بہت درد اور سوز سے دعائیں کیں کہ اے خدا۔ تو ہی اس کے لئے سب کام بنائیو۔ معلوم نہیں اس وقت کیسا قبولیت کا وقت تھا کہ اللہ تعالیٰ اس بیٹی کے صدقے مجھے یہاں لے آیا۔" (سیرۃ اماں جان ص 232'233)

1894ء میں آپ قادیان مستقلاً رہائش کے لئے تشریف لائے تھے اور تیس سال تک مسلسل خدمت کر کے 19 ستمبر 1924ء جمعہ کے دن صبح نو بجے انتقال کر گئے۔ ان دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی لندن تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ چنانچہ بعد نماز جمعہ ایک جمع کثیر نے حضرت مولانا شیر علی صاحب امیر مقامی کی اقتداء میں آپ کی نماز جنازہ ادا کی اور اسی روز بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔

حضرت مصلح موعود کو لندن اطلاع کی گئی جہاں پٹنی میں حضور نے آپ کی نماز جنازہ غائب ادا کی۔ آپ کی وفات پر آپ کے بڑے صاحبزادے حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے جماعت کو تفاصیل سے آگاہ کرتے ہوئے فرمایا۔

جماعت کے احباب کو حضرت والد مکرم مرحوم یعنی جناب میر ناصر نواب صاحب کی وفات کی خبر مل چکی ہے۔ آپ نے نو بجے صبح جمعہ کے دن بتاریخ 19 ستمبر 1924ء وفات پائی۔ آپ کی عمر وفات کے وقت بحساب انگریزی 79 سال اور بحساب ہجری 81 سال سے کچھ متجاوز تھی۔ ڈیڑھ سال کے قریب سے آپ ضعف اعصاب سے بیمار تھے۔ مگر چلنا پھرنا بند نہیں ہوا تھا۔ آخری دنوں میں ملیریا بخار آنے لگا۔ دوا سے آرام ہو جاتا تھا۔ مگر پھر کئی کئی دن چھوڑ کر باری آجاتی تھی۔ آخری باری سردی سے بدھ کے دن عصر کے بعد آئی۔ پھر غفلت ہو گئی۔ اور آخر میں بے ہوشی اور تیسرے دن جمعہ کو اسی غفلت میں انتقال فرمایا۔" (حیات ناصر ص 88)

حضرت میر صاحب کی اپنی اولاد میں تو جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے۔ حضرت مسیح موعود کی تمام مبشر اولاد حضرت اماں جان کے واسطہ سے شامل ہے جس کی اگلی پشت میں بھی حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث اور ہمارے موجودہ امام حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جیسے عظیم الشان وجود شامل ہیں۔ آپ کے صاحبزادگان کی بھی ماشاء اللہ سلسلہ احمدیہ کی فدائی اولاد ہوئی۔ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کی ایک صاحبزادی حضرت سیدہ مریم صدیقہ صاحبہ (خدا تعالیٰ آپ کو لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین) کو تو حضرت مصلح الموعود کی حرم ہونے کا شرف حاصل ہے۔

آپ کے جدی خاندان میں سے سوائے آپ کی ایک بھانجی حضرت سیدہ شوکت سلطان صاحبہ کے کسی کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق نہیں ملی۔ حضرت سیدہ شوکت سلطان صاحبہ کی شادی حضرت سید میر محمد اسماعیل صاحب سے ہوئی اور آپ بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہیں۔

امدادی کتب۔
1- حیات ناصر مصنفہ حضرت مولانا یعقوب علی صاحب عرفانی
2- سیرۃ اماں جان مصنفہ مکرم محمود احمد صاحب عرفانی
3- ازالہ اوہام

☆......☆......☆......☆

الفضل انٹرنیشنل سے

قمرالدین شاہد صاحب

جماعت احمدیہ انڈونیشیا کا جلسہ سالانہ

جماعت احمدیہ انڈونیشیا کا سالانہ جلسہ مورخہ 3 تا 5 جولائی بروز جمعہ' ہفتہ اور اتوار خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اپنی تمام تر نیک روایات کے ساتھ بخیرو خوبی منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں 144 جماعتوں کے قریباً ساڑھے سات ہزار افراد شامل ہوئے۔ ان ایام میں اگرچہ برسات کے موسم کی وجہ سے تقریباً روزانہ ہی بعد دوپہر کافی بارش ہوتی ہے مگر جلسہ کے دنوں میں ہلکی ہلکی بارش نے موسم کو بہت خوشگوار بنائے رکھا اور گرد و غبار سے بھی احباب محفوظ رہے اور کسی قسم کی کوئی دقت انتظامات میں پیش نہیں آئی۔ اس پہلو سے یہ جلسہ خدا تعالیٰ کے خاص فضل اور رحمت کا نشان ہے۔

جلسہ کا افتتاح تلاوت قرآن مجید و نظم کے بعد مکرم امیر صاحب کی تقریر سے ہوا۔ روزانہ نماز تہجد' درس قرآن و حدیث اور مربیان سلسلہ و دیگر اہل علم کی نہایت پر مغز تقاریر سے حاضرین نے بھرپور استفادہ کیا۔ جمعہ کے روز حضور ایدہ اللہ کا لندن سے نشر ہونے والا خطبہ جمعہ براہ راست تمام احباب نے اکٹھے بیٹھ کر سنا۔ اسی شام نومبایعین کا ایک تربیتی اجلاس بھی ہوا جس میں 400 نومبایعین شامل ہوئے۔

دوسرے روز کے اجلاسات میں ملک کے اقتصادی حالات' آنحضرت ﷺ کے اخلاق فاضلہ' خوشگوار ازدواجی زندگی کے لئے دینی تعلیم' قرآنی معاشرہ وغیرہ موضوعات پر مقررین نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اسی طرح بعض نومبایعین نے بھی حاضرین سے خطاب کیا اور اپنے قبول احمدیت کے واقعات سنائے۔ دوسرے روز بھی نومبایعین کے لئے ایک الگ اجلاس ہوا۔

تیسرے روز کے پہلے اجلاس میں دین کا اقتصادی نظام اور ہومیو پیتھی کے تعارف سے متعلق تقاریر ہوئیں۔ (قارئین الفضل کو یاد ہو گا کہ حضور ایدہ اللہ نے انڈونیشیا میں جماعت کی کوششوں سے ہومیو پیتھی علاج کے مقبول اور معروف ہونے اور اس کے نتیجہ میں حیرت انگیز شفا کے بعض واقعات کا جلسہ برطانیہ میں ذکر فرمایا تھا)

آخری اجلاس میں مکرم امیر صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا جس میں آپ نے حضور ایدہ اللہ کا کینیڈا میں اقتصادیات کے بارہ میں خطاب پڑھ کر سنایا۔ اس جلسہ میں انڈونیشیا کے علاوہ ملائیشیا سنگاپور اور صباح کے نمائندگان بھی شامل ہوئے۔

احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ جلسہ سالانہ سے وابستہ برکات کو تمام شامل ہونے والوں کے لئے دائمی فرما دے اور تمام کارکنان کو جنہوں نے دن رات مختلف فرائض نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیئے' بہترین جزا عطا فرمائے۔

(الفضل انٹرنیشنل 18 ستمبر 98ء)

☆......☆......☆......☆

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہماری کہانی غیروں کی زبانی

"کافروں کی بستی ندی کنارے"

"ہفت روزہ اخبار قلندر کے نامہ نگار اپنے ایک سفر کا واقعہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "گزشتہ ماہ میں 5۔ اکتوبر 1955ء کو اتفاق سے لاہور چلا گیا۔ اور 6۔ اکتوبر کو سیلاب آگیا۔ میں بھی کئی دنوں تک وہاں رکا رہا۔ حتیٰ کہ تمام راستے ریل اور لاریوں کے بند ہو گئے..... تقریباً پندرہ دن کے بعد کچھ راستہ بنا..... میں نے فیصلہ کرلیا کہ سرگودھا کے راستے میں جاؤں گا۔ چنانچہ میں سرگودھا کا ٹکٹ لے کر لاری پر کراؤن بس کے اڈے سے سوار ہو گیا بارہ بجے شیخوپورہ پہنچا۔ ون وے ٹریفک تھا اور سڑکوں پر ہزاروں مخلوق خدا بے یارومددگار پڑی تھی۔ سڑک کے دونوں طرف پانی ہی پانی میلوں تک نظر آرہا تھا۔ نصف راستہ طے کر لیا تو سڑک کے کنارے ایک رضاکاروں کا کیمپ تھا۔ رضاکار کیمپ سے نکل کر دیوانہ وار اس سمندر کو چیر کر چار چار' پانچ پانچ فٹ پانی میں سروں پر کھانے کا سامان دوائیاں' کپڑے لے کر سیلاب سے متاثر دیہاتیوں کی طرف بے خوف و خطر جا رہے تھے کیمپ کا بورڈ میں نے غور سے پڑھا۔

رضاکاران انجمن احمدیہ ربوہ

میرا دل غصہ سے تلملا اٹھا۔ یہ کیا غضب ہے! یہ کیا اندھیر نگری ہے!! یہ لوگ ہماری نظر میں خارج از اسلام ہی سہی' مگر اس وقت تک یہ میرے خیال میں سب سے زیادہ خدمت کر رہے ہیں۔ مگر پندرہ دن سے کسی اخبار نے یہ لکھنے کی زحمت گوارا نہیں کی..... چنیوٹ کے اڈے سے لاری آگے جو ہوئی۔ دریائے چناب کا پل آگیا وہ راوی والی لہر پانی میں نہ تھی۔ میں نے عنوان اپنے مضمون کے لئے دل میں قائم کرلیا (کافروں کی بستی ندی کنارے) پل پار کر کے تھوڑی دیر کے بعد ربوہ کی آبادی شروع ہو گئی۔ گو میرا ٹکٹ سرگودھا کا تھا۔ میرے کہنے پر لاری رکی۔ لاری سے میں اکیلا ہی اترا۔ وہاں دو تین آدمی آگے موجود تھے۔ غالباً دوسری طرف جانے کے لئے بس کے انتظار میں تھے۔ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا۔ مولوی صاحب کہاں جانا ہے؟ کیا آپ احمدی ہیں؟ میں نے برجستہ جواب دیا۔ جانا تو بھائی پشاور ہے اور احمدی بھی نہیں۔ یہاں صرف کافروں کی بستی دیکھنے اتر کھڑا ہوا ہوں۔ کیا یہاں اس بستی میں کوئی دوکان ہے جہاں رات بسر کرسکوں' اور یہاں سامان اٹھانے کے لئے مزدور نہیں ہوتے؟ وہ میرے سامان پر جھپٹ پڑے ہم آپ کے مزدور ہیں!

سامان اٹھا لیا اور چل پڑے۔ تھوڑی دور ایک احاطہ کے اندر جا کر ایک کمرے میں میرا سامان رکھ دیا۔ اور مالک انچارج کو بلا کر اطلاع دی۔ یہ مہمان ہیں انہوں نے دو آدمی بلائے جنہوں نے ایک چارپائی پر میرا بستر کھول کر لگا دیا۔ کرسیاں میز درست کر کے منٹوں کے اندر پر تکلف چائے لا کر پیش کر دی"

بس سے سامان لانے والے "معزز مہمان" جا چکے تھے۔ یہ قیافہ درست نکلا۔ انہوں نے دوسری طرف سے آنے والی بس پر جانا تھا۔ پہلی بسم اللہ سے میرے دل پر جانے والوں کی اس حرکت کا گہرا اثر ہوا۔

چائے کے ساتھ میں نے منتظم صاحب کو اپنا کترم کترم شروع کردیا۔ جناب یہ تو فرمایئے اسنا ہے کہ مدت سے ہیڈ آف دی جماعت احمدیہ یعنی حضرت مرزا بشیر الدین محمود کو کسی نے نہیں دیکھا؟ انہوں نے جواب دیا یہ غلط ہے ابھی آپ ایک منٹ کے اندر ان کو مل سکتے ہیں' میں ان کے ساتھ ہو لیا حضرت (بیت الذکر) میں تشریف فرما تھے سینکڑوں آدمی اردگرد بیٹھے تھے۔ قابل عمل نصیحتیں کی جا رہی تھیں۔ سب سے زیادہ سیلاب کے مصیبت زدوں کو ہر قسم کا آرام' کھانا' سردی سے بچانا' دوائیاں پہنچانا تھا۔ یہ گفتگو سن کر میں بہت متاثر ہوا۔ صرف علیک سلیک کر کے بیٹھ گیا تھا۔ میرا خاص مقصد کوئی تھا ہی نہیں۔ میں دور تھا۔ ایک غیر ملکی آدمی غالباً جرمن تھا۔ زیادہ توجہ اس کی طرف تھی۔ حق بھی یہی تھا۔ کیونکہ ہزاروں میل کا سفر کر کے آیا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد شام سے کچھ ہی پہلے وہ تشریف لے گئے اور میں اپنی قیام گاہ پر آگیا۔ وہاں ہی نماز ادا کی اور ساتھ لائی ہوئی اخباروں کو پڑھتے پڑھتے نماز عشاء ادا کر کے سو گیا۔

صبح سویرے اٹھا' رفع حاجت کے بعد نماز ادا کی۔ اتنے میں آفتاب نے آنکھ دکھائی۔ میں آبادی کے بیچوں بیچ معلومات حاصل کرنے' یہ مکان کے لئے زمین کون دیتا ہے۔ کس نرخ پر ملتی ہے۔ یہاں کیا تکلیف ہے۔ کیا آرام ہے؟ لب لباب میری تحقیقات کا یہ نکلا کہ ایک پورے نظام کے ماتحت یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ میں اپنی آرامگاہ پر پہنچا' وہاں میری انتظار چائے کے لئے تھی۔ چائے سے فارغ ہو کر کپڑے بدلے' منتظم کو عرض کیا کہ میں جماعت کے دفتروں کو دیکھ سکتا ہوں؟ انہوں نے جواب دیا کیوں نہیں ان کے ساتھ ہو لیا دفتر کیا تھے' ایک سیکرٹریٹ' میں ایک ایک دفتر میں گیا اور دیکھا۔ بابو لوگ اپنے کام میں مشغول ہیں۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ سارے سیکرٹریٹ کے انچارج مرزا عزیز احمد صاحب ایم۔ اے ہیں جو ڈپٹی کمشنر ریٹائرڈ ہیں پھر پھرا کر مجھے امور عامہ کے دفتر لیجایا گیا۔ میں نے دروازے پر بورڈ پڑھا اندر آنے پر مجھے کرسی پیش کر دی گئی۔ میں بیٹھ گیا۔ پانچ منٹ کے بعد میرے لئے چائے آگئی۔ میں نے عرض کیا کہ چائے سے فارغ ہو کر آیا ہوں۔ دفتر میں بیٹھے ہوئے صاحب بڑی دھیمی آواز سے فرمانے لگے۔ "اجی آجکل چائے تو ایک فیشن ہے آجکل چائے تکلیف نہیں دیتی نوش فرمایئے۔ ایک دو بزرگوں کو انہوں نے آواز دی کہ تشریف لا کر میرے ساتھ چائے میں شریک ہو جائیں۔ چائے کے ساتھ ساتھ میں نے دریافت کیا کیا آپ اس دفتر کے انچارج ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ اس دفتر کے انچارج مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے ہیں وہ سیلاب زدہ لوگوں کی امداد کو بذات خود دیکھنے گئے ہیں۔ میں ان کا اسسٹنٹ ہوں..... میں نے سیلاب کے لئے جو کچھ یہاں ہو رہا ہے پوچھا انہوں نے مجھے سٹاک دکھایا۔ کپڑوں اور رضائیوں کے انبار لگے ہوئے تھے جو ہیڈ آف جماعت احمدیہ کی آواز پر ان کے معتقد خود بخود لا رہے تھے۔ میں اس کام کی رفتار کو دیکھ کر بہت خوش ہوا۔

یہاں ایک بات ضرور عرض کرنے کے قابل ہے۔ سب لوگ یہ کافر' بڑے سے بڑا اور چھوٹے سے چھوٹا امیر ہو یا غریب نماز پوری پابندی سے ادا کرتے تھے۔ حقہ یا سگریٹ مجھے وہاں کوئی پیتا نظر نہیں آیا۔ دفتر میں آکر بڑی خندہ پیشانی سے مجھے مرزا عزیز احمد صاحب بھی ملے۔ میں نے اجازت چاہی میں واپس آرامگاہ پہنچا۔ سامان درست کیا۔ آدمیوں نے میرا سامان اٹھایا اور مجھے سرگودھا جانے والی بس میں سوار کرا دیا۔

میں خاموش بس کے اندر اور رات گاڑی پر بھی یہی سوچتا رہا' یہ اچھے کافر ہیں! نماز کے پابند' اچھے اخلاق کے مالک' اچھی طرح ایک نظام کے ماتحت خدمت خلق کا جذبہ موجود ہے۔"

(ماخوذ "ربوہ" مصنفہ خادم حسین
صفحہ 282 تا 286)

مرسلہ نصیب احمد صاحب

امۃ اللطیف صاحبہ

ماضی کا دریچہ کھلتا ہے

جمعہ کے روز شام کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ شروع ہونے سے پہلے میں ہمیشہ کوشش کرتی ہوں کہ وقت سے پہلے ٹی۔وی کے سامنے موجود رہوں تاکہ حضور پرنور جب بیت میں داخل ہونے سے پہلے دروازہ کے باہر سے نظر آئیں تو میں انہیں اس وقت دیکھوں۔ حضور کو دیکھتے ہی دل خوش ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ حضور بیت کے اندر تشریف لے آتے ہیں اور السلام علیکم کہہ کر منبر کی طرف بڑھتے ہیں تو اسی لمحہ تھوڑی دیر کے لئے میرے ماضی کا ایک روشن دریچہ کھلتا ہے۔ قادیان کی پیاری بستی ہے۔ تقسیم سے بہت پہلے جب میں بہت چھوٹی سی تھی۔ اپنی اماں جی (میری دادی جان) کے سفید شٹل کاک برقع کا پلو تھامے ان کے پیچھے چلی جاتی تھی۔ چلتے چلتے دیار مسیح کی نیم تاریک مگر ٹھنڈی گلیوں میں پہنچ کر اماں جی ایک جگہ رک جاتی ہیں اور ڈیوڑھی میں داخل ہونے سے پہلے مجھے ایک بار پھر نصیحت کرتی ہیں کہ وہاں بولنا نہیں چپکی بیٹھنا ورنہ باہر نکال دیں گے۔ ڈیوڑھی میں ایک بزرگ پہرے پر ہوتے تھے۔ علم کی پیاسی خواتین جلدی جلدی ڈیوڑھی میں داخل ہو رہی ہیں اماں جی پہرے دار صاحب کی آنکھ بچا کر مجھے اپنے شٹل کاک میں چھپا کر اندر حضرت ام طاہر کے صحن میں داخل ہو جاتی ہیں۔ اسی صحن میں خواتین کی نماز جمعہ اور دیگر تقاریب بھی منعقد ہوا کرتی تھیں۔ مگر آج تو ہفتہ کا دن ہے اور آج حضرت مصلح موعود عورتوں میں درس قرآن دیا کرتے تھے۔ اماں جی ہر پاکیزہ تقریب کی عموماً اور درس قرآن کی خصوصاً شیدائی تھیں اور میں اماں جی کا پیچھا نہیں چھوڑتی تھی ہر جگہ ساتھ لگی رہتی۔ مگر ایسے بعض مواقع پر مشکل پڑ جاتی تھی کیونکہ اس درس قرآن میں بچوں کو آنے کی اجازت نہیں تھی۔ یہی وجہ تھی کہ میں چھپا کر لے جائی جاتی تھی ہو سکتا ہے میری طرح اور بھی بچے اسی طرح داخل ہو جاتے ہوں صحن خواتین سے بھر جاتا اور صحن کے درمیان میں ایک راستہ گزرنے کے لئے بنا دیا جاتا اور راستے کے دونوں طرف خواتین بیٹھی ہوتی تھیں۔ میں اماں جی کے برقع میں دبک کر بیٹھ جاتی اور ذرا سا پلو ہٹا کر سامنے اوپر بالکونی میں نظریں جما دیتی جہاں سے حضور پرنور سیڑھیوں سے اتر کر آتے ہوئے دکھائی دیتے۔ پھر آپ صحن کے درمیانی راستہ سے گزر کر السلام علیکم کہتے ہوئے برآمدہ میں سامنے ڈائس پر تشریف فرما ہو جاتے اور یوں قرآن کریم کے معارف کا بیان شروع ہو جاتا مکمل خاموشی ہوتی تھی آج بھی میں اس وقت کی Feeling کو محسوس کر سکتی ہوں کہ ہر چیز ٹھہری ہوئی سی لگتی تھی جیسے وقت تھم گیا ہو۔ حالانکہ اتنا عالمانہ درس قرآن میری سمجھ سے تو باہر ہی تھا۔ وہ کیا زمانہ تھا اور کیسا وقت تھا۔ لیکن آج بھی M.T.A مجھے ماضی کے اس دور کی جھلک دکھا دیتا ہے۔ ہاں تو کچھ خواتین کاپی اور قلم بھی ساتھ لاتی تھیں اور کچھ لکھتی رہتی تھیں۔ میں اس دوران برقع کی جھری سے حضور کو دیکھتی رہتی تھی۔ دس بارہ گز کا شٹل کاک مجھے چھپانے کے لئے کافی ہوتا تھا۔

آج جب میں حضور پرنور کو بیت میں آتے ہوئے دیکھتی ہوں تو مجھے اپنے بہت دور بچپن کا خوبصورت اور پاکیزہ زمانہ یاد آجاتا ہے اور میں پلک جھپکتے ہی حضرت ام طاہر کے صحن میں جا پہنچتی ہوں۔ اور حضرت مصلح موعود میری نظروں میں ہوتے ہیں۔ سبحان اللہ! اللہ اکبر! آجکل پیارے آقا جب بچوں میں تشریف فرما ہوتے ہیں اور اپنے مشفقانہ اور پر حکمت انداز سے ان کی تربیت فرماتے ہیں تو دیکھ کر دل بہت خوش ہوتا ہے۔ سوچتی ہوں کہ یہ سب پیارے بچے کس قدر بلند بخت ہیں ماشاء اللہ جو پیارے آقا کی صحبت سے فیضیاب ہوتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ یہ سب بچے زندگی بھر ان حسین اور انمول لمحات کو کبھی بھی بھلا نہ پائیں گے۔ خدا کرے ایسا ہی ہو اور میرا یہ بھی یقین ہے کہ وہ بچے جن کی محفل کی جان اور رونق پیارے آقا ہیں کبھی ضائع نہیں ہوں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

☆......☆......☆......☆

Digitized by Khilafat Library Rabwah

طاہر احمد نسیم صاحب

غبارہ - خلائی جہاز کا جدِ امجد

آپ نے وہ غبارے تو دیکھے ہیں جن میں ہائیڈروجن گیس بھری ہوتی ہے اور وہ ہوا میں بلند رہتے ہیں۔ بچے انہیں دھاگے سے باندھ کر اڑائے پھرتے ہیں اور اگر دھاگے ہاتھ سے چھوٹ جائے تو وہ فضا میں بلند ہو کر ہوا کے رخ پر تیرتے ہوئے بلند سے بلند ہو کر نظروں سے اوجھل ہو جاتے ہیں۔ ایسے ہی غباروں میں جو 50 منزلہ عمارت کی اونچائی جتنے بڑے بڑے بھی ہوتے ہیں انسانوں نے اوپر فضا میں جا کر انتہائی قیمتی سائنسی معلومات حاصل کی ہیں۔ ایک عام انٹرنیشنل روٹ پر چلنے والا ہوائی جہاز 33000 فٹ کی اونچائی پر سفر کرتا ہے۔ اور لڑاکا ہوائی جہاز ہلکا اور تیز رفتار اور طاقتور ہونے کی وجہ سے زیادہ سے زیادہ چالیس ہزار فٹ کی بلندی پر جا سکتا ہے جبکہ غبارہ جو اب تک ریکارڈ بلندی پر جا چکا ہے وہ ایک لاکھ تیرہ ہزار فٹ سے زیادہ ہے اس بلندی پر چونکہ فضا بالکل ختم ہو جاتی ہے اور خلا شروع ہو جاتا ہے لہٰذا اس سے اوپر جانا ممکن نہیں جب تک کہ رفتار اٹھارہ ہزار میل فی گھنٹہ نہ پہنچ جائے اور غبارہ تو بے حد سست رفتار سے سفر کرتا ہے۔

آگ کے ذریعے اڑنے والے غبارے

پہلے پہل جو غبارے بنائے گئے ان کے نیچے منہ کے قریب آگ جلائی جاتی تھی جس سے گرم ہو کر غبارے کے اندر کی ہوا ہلکی ہو کر پھیل جاتی تھی اور غبارہ پھول کر ہوا میں بلند ہو جاتا تھا۔ اس غبارے کے نیچے رسیوں کی مدد سے ایک ٹوکری نما بہت بڑی چیز بندھی ہوتی تھی جیسے گنڈولا (Gondola) کہا جاتا ہے۔ اس ٹوکری میں مسافر ہوتے تھے۔ پہلے پہل تو مسافر جانور ہوتے تھے پھر انسانوں نے حوصلہ کر کے خود ان میں سفر کرنا شروع کر دیا۔ سب سے پہلا غبارہ کاغذ اور کپڑا ملا کر بنایا گیا تھا اور اسے 5 جون 1783ء کو فضا میں چھوڑا گیا۔ یہ کئی سو فٹ بلند ہوا اور جب آگ ٹھنڈی ہو گئی تو غبارہ بھی زمین پر واپس اتر آیا۔ اس میں کوئی مسافر نہ تھا۔ پھر کچھ جانور غبارے میں اوپر بھیجے گئے اور وہ بحفاظت واپس زمین پر آ گئے تو اس کے بعد خود انسانوں نے غبارے میں سفر کرنا شروع کر دیا اور چونکہ وہ آگ کو مسلسل جلائے رکھتے تھے اس لئے بلند تر فاصلہ تک جانے کے قابل ہو گئے۔

گیس کا استعمال

آگ کے ذریعے اڑنے والے غباروں میں ہمیشہ آگ لگنے کا بہت بڑا خطرہ موجود تھا اس مشکل پر قابو پانے کے لئے پروفیسر کلارک نے ہائیڈروجن گیس کا تجربہ کیا جو کامیاب رہا اور غبارہ اس کی مدد سے فضا میں بلند ہو گیا۔ آگ سے اڑنے والے غبارے کو تو نیچے لانے کے لئے آگ کو ٹھنڈا کر دینے سے مسئلہ حل ہو جاتا تھا مگر گیس والے غبارے کو کیسے واپس نیچے لایا جائے؟ اس مسئلہ کا حل یہ نکالا گیا کہ غبارے کی چوٹی پر ایک والو (Valve) لگا دیا گیا جس کے ساتھ رسی باندھ کر اس کا دوسرا سرا نیچے گنڈولا میں موجود مسافر تک لٹکا دیا گیا۔ اس رسی کو وقفوں وقفوں سے کھینچ کر والو کے ذریعے غبارے میں سے آہستہ آہستہ گیس خارج کر کے اسے بحفاظت نیچے لایا جا سکتا تھا۔ چنانچہ ایسے ہی ایک غبارہ میں دو سائنسدانوں نے 7 جنوری 1785ء کو رودبار انگلستان کو عبور کیا جو ایک بہت بڑا کارنامہ تھا۔ ایک فرانسیسی سائنسدان نے 1797ء میں دو ہزار فٹ کی بلندی سے غبارے میں سے چھلانگ لگا کر دیکھنے والوں کو حیران و خوفزدہ کر دیا۔ اچانک ایک پیراشوٹ کھلا اور وہ بحفاظت زمین پر اتر آیا ہوائی تحقیق میں یہ ایک نیا سنگ میل تھا۔

غباروں کے ذریعہ سائنسی تحقیق

غباروں کی مدد سے کی جانے والی سائنسی تحقیقات آئندہ کے خلائی سفر میں بہت اہم ثابت ہوئیں۔ یہ معلوم کیا گیا کہ پانچ ہزار فٹ کی بلندی پر دل کی دھڑکن 84 فی منٹ کی عام رفتار سے بڑھ کر 92 ہو جاتی ہے کیونکہ وہاں آکسیجن کا تناسب ہوا میں کم ہو جاتا ہے۔ انیس ہزار فٹ کی بلندی پر درجہ حرارت صفر ڈگری ہو جاتا ہے جس پر پانی منجمد ہو کر برف بن جاتا ہے۔ مشہور مقولہ "جتنا بلندی پر جاؤ گے اتنی ہی زیادہ ٹھنڈک بڑھتی جائے گی" اکتیس ہزار فٹ کی بلندی تک صحیح ثابت ہوا۔ یعنی 32 (منفی 32) ہو گیا جو ڈیپ فریزر کی ٹھنڈک سے بھی زیادہ ہے۔ پھر انجانی وجوہات کی بنا پر درجہ حرارت بلند ہونے لگا۔ یہاں تک کہ چالیس ہزار فٹ کی بلندی پر 28 (منفی 28) پر واپس آ گیا اور اس کے بعد پھر مسلسل بڑھتا رہا۔ یہ ایک بالکل منفرد دریافت تھی۔

افسوسناک حادثات

15-اپریل 1875ء کو تین فرانسیسی سائنسدان ایک غبارے میں آکسیجن کے سلنڈر ساتھ لئے تحقیقاتی سفر پر نکلے۔ محض آٹھ ہزار فٹ کی بلندی پر پہنچ کر انہیں سلنڈر سے آکسیجن سے سانس لینے کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔ پندرہ ہزار کی بلندی پر وہ سردی کے مارے کانپنے لگے۔ جب وہ پچیس ہزار فٹ کی بلندی پر پہنچے تو ہوا میں آکسیجن کی حد سے زیادہ کمی نے اتنا اچانک طور پر ان پر اثر کیا کہ اس سے قبل کہ وہ سلنڈر اپنے منہ کو لگا سکتے وہ بے ہوش ہو گئے خوش قسمتی سے ان میں سے ایک نے گرتے گرتے غبارے کے گیس والو کی رسی کو کھینچ دیا اور یوں غبارہ نیچے اتر آیا۔ دو آدمی مر چکے تھے جبکہ تیسرا آدمی یہ واقعہ سنانے کے لئے زندہ بچ گیا۔ اسی طرح 1927ء میں ایک امریکی فوجی کپتان نے بھی ایسے ہی کھلے گنڈولا میں سفر کیا۔ وہ بھی چوالیس ہزار فٹ کی بلندی پر پہنچ کر بے ہوش ہو گیا لیکن گرنے سے قبل اس نے رسی کو کھینچ دیا اور جب غبارہ زمین پر آیا تو وہ بھی مر چکا تھا۔

ایلومینیم کا گنڈولا اور پلاسٹک کے غبارے

کھلے گنڈولا میں زیادہ بلندی پر ہونے والے ان حادثات کے بعد ایلومینیم کا بند گنڈولا بنایا گیا جس کے اندر ہوائی جہاز کی طرح پریشرپیڈ اکیا گیا تاکہ سانس لینے میں دقت نہ ہو۔ اس قسم کے ایک عظیم الجثہ گنڈولا میں 70 قسم کے مختلف سائنسی تجربہ کرنے والے آلات رکھے گئے جو امریکی ائرکور اور نیشنل جغرافیہ سوسائٹی کے تعاون سے فضا میں چھوڑا گیا۔ اس میں دو امریکی کپتان سوار تھے وہ بہتر ہزار فٹ سے زائد بلندی پر پہنچے یعنی زمین سے تیرہ میل سے زائد اوپر۔ اور اوپر کی فضا میں پہنچ کر بیش قیمت سائنسی معلومات جمع کیں۔ یہ گیارہ نومبر 1935ء کا واقعہ ہے پلاسٹک کی ایجاد کے بعد زیادہ ہلکے اور مضبوط غبارے بنائے جانے لگے۔ اس قسم کے ایک غبارے میں امریکی بحریہ کے دو افسر 1960ء میں ایک لاکھ تیرہ ہزار سات صد چالیس فٹ کی بلندی تک جا پہنچے اور وہ بھی ایک کھلے گنڈولا میں۔ البتہ انہیں وہ پریشر والے خلائی لباس میسر تھے جو خلا نورد آج کل خلا میں جاتے وقت استعمال کرتے ہیں۔ ان خلائی لباسوں کا ٹیسٹ اس سفر میں کیا گیا تھا تاکہ آئندہ انہیں استعمال کیا جا سکے۔

موجودہ خلائی سفر کا پیش رو

ایسے غبارے لاتعداد ہیں جو بغیر کسی مسافر کے محض سائنسی آلات کیمروں اور دوربینوں کے ساتھ تحقیقات کے لئے فضا میں چھوڑے جا چکے ہیں اور ہر روز چھوڑے جا رہے ہیں۔ 85000 فٹ کی بلندی پر پہنچ کر فضا میں موجود ہر قسم کے چھوٹے سے چھوٹے ذرات نیچے رہ جاتے ہیں اور وہاں سے مطلع نہایت صاف ہونے کی وجہ سے دوربین اور کیمرہ زمین کی نسبت بہت زیادہ صاف دیکھ سکتا ہے۔ چنانچہ وہاں سے لی گئی تصاویر اور دوربین سے دوسرے سیاروں کے مناظر نے سائنسی معلومات میں انقلاب برپا کر دیا۔ بندر اور دیگر جانور ان غباروں میں انتہائی بلندی پر جسم پر ہونے والے اثرات کا مطالعہ کرنے کے لئے بھیجے گئے۔ یہاں تک کہ گائیڈڈ میزائل غباروں میں رکھ کر خلا کے کنارے تک لیجائے گئے اور وہاں سے ان کو خلا میں چھوڑا گیا۔ 12۔ اگست 1960ء کو ایک ایسا ہی راکٹ چھوڑا گیا جس کے ساتھ ایک غبارہ 'سیٹلائٹ یعنی مصنوعی سیارہ کے طور پر لگایا گیا تھا۔ جب راکٹ

باقی صفحہ 7 پر

تعارف

ذرا سی روشنی

مجموعہ کلام مبشر خورشید

نام کتاب=ذرا سی روشنی
شاعر=مبشر خورشید
صفحات=348
ناشر=القلم دار الاشاعت۔ اسلام آباد
قیمت=180 روپے
مطبع=اے آر پرنٹرز

مکرم مبشر خورشید صاحب راولپنڈی سے تعلق رکھنے والے ایک احمدی شاعر ہیں جو مقامی حلقوں میں مقبولیت رکھتے ہیں۔ وہ نیم سنجیدہ اور سنجیدہ دونوں قسم کی شاعری کرتے ہیں۔ ان کے نیم سنجیدہ اشعار زیادہ شہرت کے حامل ہیں۔ کتاب کی ابتداء میں ہی ان کا یہ شعر نمایاں طور پر درج ہے۔

صرف مغرب سے ہی سورج کا نکلنا رہ گیا
اور ہر پوری قیامت کی نشانی ہو گئی

موصوف کے کلام کے بارے میں مختلف آراء درج ہیں۔ ممتاز مزاحیہ شاعر پروفیسر انور مسعود نے لکھا جناب مبشر خورشید کا ظریفانہ کلام میری نظر سے گذرا۔ ان کے یہاں موضوعات کا تنوع حیرت انگیز ہے۔ جو گھریلو زندگی کے ساتھ ساتھ اس دور کی پوری اجتماعی صورت حال کی عکاسی کرتا ہے۔

جناب رؤف امیر لکھتے ہیں۔ اپنے منفرد اور مخصوص زاویہ فکر کے تناظر میں مبشر خورشید کو عام زندگی سے استفادے کا شاعر قرار دیا جا سکتا ہے۔ زندگی کے بعض ایسے گوشے جو عام طور پر نگاہ سے اوجھل رہتے ہیں مبشر خورشید کے شعر کی بنیاد ٹھہرتے ہیں۔

جناب محمود عارف لکھتے ہیں۔ ان کے اشعار آپ کو قہقہہ لگانے کی زحمت نہیں دیتے۔ البتہ انہیں پڑھ کر زیر لب تبسم سے مفر نہیں۔ ان کے اشعار پڑھ کر دل میں انبساط کی ایک لہر دوڑ جاتی ہے۔

جناب پروفیسر رؤف امیر نے مکرم مبشر خورشید صاحب کی شاعری پر 30 صفحات پر مشتمل طویل مضمون بھی لکھا ہے جس میں ان کی شاعری کے محاسن کو پوری تفصیل سے اجاگر کیا گیا ہے۔

روزنامہ جنگ راولپنڈی' روزنامہ پاکستان اسلام آباد میں اس کتاب پر تبصرے شائع ہوئے ہیں۔

(ی-س-ش)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

اسامی برائے انگلش ٹیچر

○ نصرت جہاں اکیڈمی بوائز سیکشن میں انگلش ٹیچر کی ایک آسامی خالی ہے۔ ایسے احباب جو اکیڈمی میں ملازمت کے خواہاں ہوں اور ایم۔اے انگلش بھی ہوں اپنی درخواستیں 10۔ اکتوبر تک بھجوادیں یا خود دفتر سے فوری رابطہ کریں۔

(پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی۔ ربوہ)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

درخواست دعا

○ مکرم ماسٹر منیر احمد صاحب ناظم انصاراللہ ضلع جھنگ کا اپنڈکس کا اپریشن فضل عمر ہسپتال میں ہوا ہے۔ اپریشن کے بعد کی پیچیدگیوں سے محفوظ رہنے اور صحت کاملہ کے لئے درخواست دعا ہے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

ضروری اعلان

○ "نظارت اصلاح و ارشاد و مقامی اپنی گاڑی نسان NISSAN URVAN ماڈل 1993ء LOT 6845 فروخت کرنا چاہتی ہے۔ خواہشمند احباب دفتری اوقات میں رابطہ کریں"

ولادت

○ مکرم عبدالحق مبشر صاحب زعیم خدام الاحمدیہ دارالرحمت غربی ربوہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ 98-9-3 بروز جمعرات بیٹے سے نوازا ہے حضرت صاحب نے ازراہ شفقت نومولود کا نام "ماجد احمد" عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم شیخ عبدالسلام صاحب سیکرٹری وقف جدید دارالرحمت غربی ربوہ کا پوتا اور مکرم تراب علی صاحب (مرحوم) احمد نگر کا نواسہ ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو باعمر۔ سعادت منداور خادم دین بنائے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

سانحہ ارتحال

○ مکرم ملک محمود احمد مبشر صاحب دارالنصر غربی ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

میرے والد مکرم ملک نور محمد صاحب ولد ملک محمد وارث صاحب 26۔ ستمبر 1998ء بروز ہفتہ ربوہ میں مختصر علالت کے بعد 74 سال کی عمر میں اپنے مولا حقیقی سے جاملے۔

مرحوم پاکستان آرڈی ننس فیکٹری واہ کینٹ سے 1991ء میں ریٹائرمنٹ کے بعد اپنی دیرینہ خواہش کے تحت مرکز سلسلہ ربوہ میں ریٹائرڈ زندگی گذار رہے تھے۔ واہ کینٹ میں ربوہ آنے سے پہلے ایک لمبے عرصہ تک صدر حلقہ دارالحمد رہے۔ مرحوم خود جلسہ سالانہ قادیان 1940ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے ہاتھ پر بیعت کرکے احمدیت میں داخل ہوئے اور آخری دم تک اس پر قائم رہے۔ مورخہ 27۔ ستمبر 1998ء صبح ساڑھے دس بجے بروز اتوار مکرم مولانا سلطان محمود انور صاحب نے احاطہ دفاتر صدر انجمن احمدیہ میں نماز جنازہ پڑھائی اور قبر تیار ہونے پر مکرم مولانا محمد ابراہیم بھامڑی صاحب صدر محلہ دارالنصر ربوہ نے دعا کروائی۔

مرحوم نے پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ ایک بیٹی اور سات بیٹے اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔

احباب سے درخواست دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے مرحوم کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بازیافتہ پرس

○ دفتر صدر عمومی میں ایک پرس کچھ نقدی سمیت کسی دوست نے جمع کروایا ہے جو انہیں محلہ دارالفتوح کے قریب سے ملا تھا۔

(صدر عمومی)

☆ ☆ ☆ ☆ ☆ ☆

بقیہ صفحہ 6

خلا میں پہنچ کر اپنے مدار میں داخل ہوا تو اس سیٹلائٹ غبارہ کو خلا میں داغ دیا گیا۔ اس کا نام ایکو1 (ECKO-1) رکھا گیا۔ کیونکہ اس غبارہ پر ایلومینم کا ملمع کردیا گیا تھا اس لئے یہ رات کے وقت کسی ستارے کی طرح روشن سفر کرتا ہوا صاف نظر آتا تھا۔ اس طرح موسمی اطلاعات وصول کرنے کے لئے اور فضا کے اوپر کی انتہائی بلند فضا کی معلومات اکٹھی کرنے کے لئے روزانہ ان گنت غبارے چھوڑے جارہے ہیں۔ ایسے ہی غبارے میں حال ہی میں بحراوقیانوس کو پار کیا گیا ہے۔ افریقہ کے ان ممالک میں جہاں سیلاب، جنگ اور دیگر آفات کی وجہ سے لوگ موت کے منہ میں جارہے ہوں اور وہاں ہوائی جہازوں یا دیگر ذرائع سے پہنچنا ممکن نہ ہو۔ کئی کئی ٹن خوراک اور ادویات انہی غباروں کے ذریعہ بھیجی جارہی ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ آج کے خلائی جہاز۔ مصنوعی سیارے۔ چاند کی تسخیر اور جانے اور کیا کیا۔ یہ سب غبارے کی ہی مرہون منت ہیں۔

★......★......★......★

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

وصایا

ضروری نوٹ:۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر 31767 میں ذکیہ سالک زوجہ مکرم این۔ این۔ ایم سالک آف بنگلہ دیش پیشہ خانہ داری عمر 50 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کینیڈا بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 97-10-6 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔1۔ حق مہر ذمہ خاوند۔/6000 ٹکا۔ اور زیورات طلائی وزنی 6 تولہ مالیتی۔/30000 ٹکا۔ اس وقت مجھے مبلغ۔/200 $ ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ ذکیہ سالک ساکن کیلگری کینیڈا گواہ شد نمبر1 این۔ این۔ ایم۔ سالک وصیت نمبر23866 خاوند موصیہ۔ گواہ شد نمبر 2 محمد سعید وصیت نمبر 10275 سیکرٹری وصایا کینیڈا۔

مسل نمبر 31768 میں امتہ الحفیظ چوہدری زوجہ چوہدری بشیر احمد سرویا قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر 61 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کینیڈا بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 97-10-8 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔ 1۔ حق مہر۔/10000 روپے۔ جس میں ۔/1500 روپے وصول شدہ ہے۔ اور زیورات طلائی وزنی 5 تولہ مالیتی۔/900 $ C۔ اس وقت مجھے مبلغ۔/150 $ ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ امتہ الحفیظ چوہدری کیلگری کینیڈا گواہ شد نمبر1 چوہدری بشیر احمد سرویا وصیت نمبر 20628 خاوند موصیہ۔ گواہ شد نمبر2 محمد سعید وصیت نمبر 10275 سیکرٹری وصایا کینیڈا۔

مسل نمبر 31769 میں محمد حبیب الرحمٰن خان ولد راؤ محمد عبدالرحمٰن خان قوم راجپوت پیشہ ویٹرنری ڈاکٹر عمر 74 سال بیعت 1950ء ساکن ناصر آباد کالونی ربوہ حال ہالینڈ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 98-1-24 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ۔/1640 NLG روپے ماہوار بصورت گذارہ الاؤنس از حکومت ہالینڈ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد محمد حبیب الرحمٰن خان ہالینڈ گواہ شد نمبر1 نصیرالدین ہمایوں ہالینڈ گواہ شد نمبر2 ایم مجیب الرحمٰن خالد ہالینڈ۔

مسل نمبر 31770 میں امتہ الکریم خانم زوجہ ڈاکٹر محمد حبیب الرحمٰن خان قوم افغان غوری پٹھان پیشہ خانہ داری عمر 62 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ناصر آباد کالونی ربوہ حال ہالینڈ بقائمی ہوش و حواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ 98-1-24 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔1۔ زیورات ذاتی گھڑی طلائی مالیتی۔/7500 روپے۔2۔ دو طلائی کڑے مالیتی۔/13500 روپے۔3۔ طلائی لاکٹ مع زنجیر مالیتی۔/4000 روپے۔ 4۔ پلاٹ برقبہ ایک کنال واقع ناصر آباد شرقی مالیتی۔/50000 روپے۔5۔ طلائی بڑی بٹن مالیتی۔/4000 روپے۔6۔ طلائی انگوٹھیاں 2 عدد مالیتی۔/1500 روپے۔7۔ بالیاں جھمکے بندے 3 مالیتی۔/6000 روپے۔8۔ لونگ 2 عدد مالیتی۔/200 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ۔/60 ڈچ گلڈر ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ امتہ الکریم خانم ہالینڈ گواہ شد نمبر1 نصیرالدین ہمایوں ہالینڈ گواہ شد نمبر2 ایم مجیب الرحمٰن خالد ہالینڈ۔

الفضل میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں قومی اخبارات سے

ربوہ: 5- اکتوبر- گذشتہ چوبیس گھنٹوں میں کم سے کم درجہ حرارت 21 درجے سنٹی گریڈ زیادہ سے زیادہ درجہ حرارت 35 درجے سنٹی گریڈ
6- اکتوبر- غروب آفتاب 5-49
7- اکتوبر- طلوع آفتاب 6-04

عالمی خبریں

ایٹمی ذخائر میں کمی نہیں ہوگی

بھارتی وزیر اعظم اٹل بہاری واجپائی نے کہا ہے کہ بھارت کسی صورت میں عالمی طاقتوں کی دورخی پالیسیوں کو تسلیم نہیں کرے گا۔ ہمارا اسلحہ تلف کرانے والے پہلے اپنے ایٹمی ذخائر تلف کریں۔ ایٹمی اسلحہ کے ذخائر میں کمی نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ بھارت کو گذشتہ 50 سالوں سے ہمسایہ ممالک کی طرف سے کئی مرتبہ خطرات لاحق رہے۔ اسی لئے سرحدوں کو مضبوط بنانے کے لئے ایٹمی اسلحہ کی تیاری کا فیصلہ کیا گیا۔

پاک بھارت راہ راست پر

امریکی وزیر خارجہ مسز میڈیلین البرائیٹ نے کہا ہے کہ پاکستان اور بھارت سی ٹی بی ٹی کے معاملے میں راہ راست پر آگئے ہیں معاہدے پر دستخط کرنے سے پہلے پاکستان اور بھارت کو اپنے ملکوں میں موجود نیوکلیائی سازوسامان اور اس سے متعلق تیکنیکی مہارت کی برآمد کو روکنا ہوگا۔

انور ابراہیم سے بدسلوکی

انڈونیشیا کے صدر یوسف حبیبی نے ملائیشیا کے گرفتار شدہ اپوزیشن لیڈر انور ابراہیم سے بدسلوکی پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ احتجاج کے طور پر ملائیشیا میں منعقد ہونے والی علاقائی سربراہی کانفرنس کا بائیکاٹ کرسکتے ہیں۔

رچرڈ بٹلر بھی مستعفی

عراق کے لئے اقوام متحدہ کے چیف انسپکٹر اسلحہ مسٹر رچرڈ بٹلر نے استعفیٰ دے دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ مغربی ممالک نے عراق کے خلاف بدنیتی اور تعصب پر مبنی پالیسی اپنا رکھی ہے۔ اقوام متحدہ کے چیف اسلحہ انسپکٹر کے استعفیٰ سے عراق کے بارے میں مغربی ممالک کی جانبدارانہ پالیسی کھل کر سامنے آگئی ہے۔ عراق کے خلاف ظالمانہ سلوک پر احتجاج کرتے ہوئے اس سے قبل دو اعلیٰ عہدیدار مستعفی ہو چکے ہیں۔

اسرائیل کے کیمیائی ہتھیار

اسرائیل نے اپنے لڑاکا طیاروں پر کیمیائی اور حیاتیاتی ہتھیار نصب کردیئے ہیں۔ یہ مہلک ہتھیار تل ابیب سے 12 میل جنوب مغرب میں زابونا کے مقام پر تیار کیے جاتے ہیں۔ یہ تفصیلات برطانوی اخبار سنڈے ٹائمز نے جاری کی ہیں۔

صرف سرزنش کافی ہے

امریکہ کے سابق صدر جیرالڈ فورڈ نے کہا ہے کہ کلنٹن کو سیکس سکینڈل میں صرف سرزنش کرنی کافی ہے۔ ان کا مواخذہ نہیں ہونا چاہئے۔ ان پر جرمانہ بھی کیا جاسکتا ہے۔

ترکی شام جنگ کا خطرہ

ترکی اور شام کے درمیان جنگ کے خطرہ کو روکنے کے لئے مصر کے صدر حسنی مبارک امن مشن پر روانہ ہوگئے ہیں دونوں ملکوں کے تعلقات اس وقت کشیدہ ہوگئے تھے جب ترکی نے شام پر الزام لگایا کہ وہ کرد باغیوں کی حمایت کر رہا ہے لہٰذا اس کے خلاف فوجی کارروائی کی جائے گی۔

ترکی فوج تیار ہے

ترکی کے وزیر اعظم مسعود یلماز نے کہا ہے کہ ترکی نے شام کے خلاف جنگ کی تیاریاں شروع کردی ہیں ترک فوج شام پر حملہ کرنے کے لئے تیار ہے۔

اسامہ بن لادن کا اعلان

افغانستان میں جلاوطن سعودی کروڑپتی رہنما اسامہ بن لادن نے مقبوضہ کشمیر میں جہاد کا اعلان کردیا ہے۔ برطانوی اخبار سنڈے ٹائمز نے اپنی رپورٹ میں کہا ہے کہ جدید ترین اسلحہ سے لیس سینکڑوں افغان مجاہدین سری نگر پہنچ گئے ہیں۔ بھارتی فوج پریشان ہوگئی ہے۔

ملکی خبریں

روزانہ تین گھنٹے لوڈشیڈنگ

ملک میں بجلی کی پیداوار میں کمی آجانے سے فوری طور پر روزانہ تین گھنٹے کی لوڈشیڈنگ کا فیصلہ کیا گیا ہے روزانہ چار بار آدھ گھنٹے کے لئے اور ایک بار ایک گھنٹے کے لئے بجلی بند ہوا کرے گی۔

ایک ایک سفارت کار نکال دیا

پاکستان اور بھارت نے ایک دوسرے کے ایک ایک سفارت کار کو نکال دیا ہے۔ بھارت نے ایک ہفتہ قبل ایک پاکستانی سفارت کار نکالا۔ دو روز کے بعد پاکستان نے جوابی کارروائی کردی۔

جج کی کار بم سے اڑادی

بہاولپور میں انسداد دہشت گردی کے ایک جج کی کار اس وقت ریموٹ بم سے اڑادی گئی جب وہ اپنے مسلح حفاظتی دستے کے ساتھ جارہے تھے۔ جج معجزانہ طور پر محفوظ رہے۔ ریموٹ بم سے کار پانچ سات فٹ اچھلی اور نیچے آگری۔ دھماکے سے چار پولیس اہلکار اور سکول کے دو بچے شدید زخمی ہوئے۔ پولیس نے دھماکے کے بعد پورا بہاولپور شہر سیل کردیا۔

عبوری حکومت کا مطالبہ

امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد نے عبوری حکومت کا مطالبہ کردیا ہے۔ کراچی میں جماعت اسلامی کی نفاذ شریعت ریلی سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہم اقتدار میں آکر قرضہ چوروں سے جیلیں بھر دیں گے۔ چوروں کا ٹولہ گیا تو ڈاکو آگئے۔ جماعت کے کارکن سود خور پارلیمنٹ کے ارکان اور شرابی حکمرانوں کو گردنوں سے پکڑ کر ایوانوں سے باہر پھینک دیں۔

شریعت بل کی مخالفت

سابق وفاقی وزیر سید محمود علی نے شریعت بل کی مخالفت کرتے ہوئے کہا ہے کہ حکومت عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہتی ہے۔ پہلے سے موجود قوانین پر عمل کیا جائے۔

ایوان صدر کی وضاحت

صدر مملکت کے ایک ترجمان نے صدر مملکت کی گفتگو کے حوالے سے شائع ہونے والی خبروں کی وضاحت کرتے ہوئے کہا ہے کہ مایوس حلقے حکومت کے خلاف غلط فہمیاں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ صدر مملکت نے کسی کے خلاف کارروائی کا نہیں کہا۔ ایوان صدر کے دروازے سازشیوں کے لئے بند ہو چکے ہیں۔

سی ٹی بی ٹی پر دستخط

رکن قومی اسمبلی اعجاز الحق نے کہا ہے کہ سی ٹی بی ٹی پر دستخط کرنے کی ضرورت نہیں۔ حکومت نے جمہوریت کے نام پر ڈھونگ رچا رکھا ہے۔

طوفان باد و باراں اور ژالہ باری

لاہور، اسلام آباد، سیالکوٹ، مری، بالاکوٹ، جہلم، راولپنڈی اور دیگر کئی شہروں میں طوفانی بارش اور ژالہ باری ہوئی۔ صوبائی دارالحکومت میں زبردست آندھی کے ساتھ بارش ہوئی۔ سڑکوں پر پانی کھڑا ہوگیا۔ اور درختوں کے تنے گرنے سے ٹریفک بلاک ہوگئی۔
ربوہ میں بھی اتوار کی سہ پہر کو تھوڑی دیر کے لئے اچانک شدید آندھی آئی۔ جس سے موسم خوشگوار ہوگیا ہے۔

فیملی پلاننگ پر فتویٰ

وفاقی وزیر برائے بہبود آبادی سیدہ عابدہ حسین نے کہا ہے کہ جس شخص کی کچھ دن کے لئے شیو بڑھ جائے فیملی پلاننگ پر فتوے دینے لگتا ہے۔ پونے چار کروڑ بچے بنیادی سہولتوں سے محروم ہیں۔ بڑھتی ہوئی آبادی پر قابو نہ پایا گیا تو 14 سال بعد پانی بھی مشکل سے ملے گا۔

سنت رسول کی توہین

علماء کرام اور دینی جماعتوں نے فیملی پلاننگ اور داڑھی کے حوالے سے وفاقی وزیر سیدہ عابدہ حسین کے بیان پر شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ عابدہ نے داڑھی کا مذاق اڑا کر سنت رسول کی توہین کی ہے۔

استعفیٰ واپس لینے سے انکار

واپڈا کے چیئرمین شمس الملک نے اپنا استعفیٰ واپس لینے سے انکار کردیا ہے۔ اور کہا ہے کہ کام سے نہیں بھاگ رہا۔ حالات سے بھاگا ہوں۔

اختلافات دور کریں

وزیر خارجہ سرتاج عزیز نے کہا ہے کہ اسلامی ممالک اپنے اختلافات اور تنازعات مذاکرات سے طے کریں۔

بھارتی ہٹ دھرمی

وزیر اعظم محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ کشمیر پر بھارتی ہٹ دھرمی قائم ہے۔ بڑی جنگ کا خطرہ ہے

بھائی بھائی گولڈ سمتھ
اقصیٰ روڈ چیمہ مارکیٹ ربوہ
211158 (گلی کے اندر)

فارن کرنسی تبدیل کروانے FEBC بنوانے FDD اور FTT کے لئے تشریف لائیں۔
ڈالر ایکسچینج ریکس سٹی پلازہ ستیانہ روڈ فیصل آباد
پروپرائیٹر ملک عبدالصمد
730288 44729

مکان برائے فروخت
خاکسار اپنا مکان واقع احمد نگر (محلہ ربوہ) فروخت کرنا چاہتا ہے۔ جو 15 کرول پر مشتمل ہے۔ آبادی کے عین وسط میں ہونے کے باعث سیلاب و دیگر خطرات سے بفضل خدا محفوظ ہے۔ احمدیہ دارالذکر سے قریب۔ پرسکون ماحول۔ ڈبل سٹوری۔ اٹیچ باتھ۔ ٹیلیفون۔ میٹھا پانی۔ دو ڈرائنگ روم جن میں سے ایک بازار سے ملتا ہے اور دوکان میں بدلا جاسکتا ہے۔ سرگودھا روڈ سے قریب کے باعث سفر میں سہولت۔ ضرورتمند رابطہ فرمائیں۔
ڈاکٹر نذیر احمد مظہر۔ احمد نگر ربوہ
04524-211544

اکسیر موٹاپا | ہمدرد نسواں (محبوب اٹھرا) | دوائی فضل الٰہی (برائے اولاد نرینہ) | زد جام عشق | اکسیر لیکوریا کیپسول | چہرے کے غیر ضروری بالوں کیلئے کلین اپ | سفوف اکسیر شوگر | جدید دواخانہ خدمت خلق گولبازار ربوہ 659